نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ معاش

تحریر: حافظ محمد سعد اللہ' دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور

صابر و قانع طبیعت:

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کریم نے اپنے شاہکار تخلیق' اپنے آخری نبی اور اپنے حبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کو تمام انسانوں کیلئے ہر پہلو' ہر زاویے' ہر جہت' ہر اعتبار' ہر لحاظ اور ہر حوالے سے ایک کامل' مثالی اور منفرد نمونہ بنانے کیلئے جہاں بے شمار خاندانی نسبی' جسمانی' روحانی' ظاہری' باطنی علمی' اخلاقی اور صوری و معنوی کمالات عنایت فرمائے وہاں اس نے آنجناب ﷺ کو عام لوگوں کے برعکس کھانے پینے اور بھوک پیاس کے معاملات میں بھی بچپن سے غیر معمولی اور مافوق العادت صبر و قناعت' قوت برداشت' دنیا سے بے رغبتی' سیر چشمی اور غنائے نفس کی دولت سے مالامال فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی صابر و قانع طبیعت کے متعلق آپ کی بچپن کی دایہ اور گھریلو باندی و خادمہ سیدہ ام ایمن "برکتہ" جو آپ ﷺ کو اپنے والد گرامی کے ترکہ میں ملی تھیں(۱) اور جنہیں آپ ﷺ ازراہ احترام "امی بعد امی" (میری ماں کے بعد دوسری ماں) فرمایا کرتے تھے(۲)' نے آپ کی ایک بڑی ایمان افروز عادت کریمہ بیان کی ہے۔ فرماتی ہیں:

"مارایت النبی ﷺ شکا صغیرا ولا کبیرا جوعاً ولا عطشاً"(۳)

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ج ۱ ص ۱۰۰' دار صادر بیروت' ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء
(ب) عماد الدین ابو الفداء: کتاب المختصر فی اخبار البشر (تاریخ ابو الفداء): ج ۱ ص ۱۱۰ مطبع حسینیہ مصر
(ج) ابن کثیر: السیرۃ النبویۃ: ۴: ۱۴۲ بیروت (اردو ترجمہ ج ۳ ص ۲۵۲ مکتبہ قدوسیہ' لاہور

۲۔ (الف) نووی: شرح مسلم مع صحیح مسلم: ج ۲ ص ۲۹۱ (باب من فضائل ام ایمن) طبع کلاں کراچی
(ب) ابن کثیر: السیرۃ النبویۃ: ۴: ۱۴۲ بیروت لبنان (اردو ترجمہ ج ۳ ص ۲۵۳ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار' لاہور

۳۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۱۶۸' دار صادر بیروت
(ب) مقریزی: امتاع الاسماع بما للرسول من الانباء: ج ۱ ص ۷۔۸ قاہرہ
(ج) قاضی عیاض: الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ: ۱: ۲۶۷ طبع مصر

(میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے تنگی میں یا بڑے ہو کر کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت کی ہو۔)

آگے فرماتی ہیں بساواقات یوں ہوتا کہ صبح کے وقت آپ ﷺ آب زم زم نوش فرمالیتے جب کھانا پیش کیا جاتا تو فرماتے میں پہلے ہی سیر ہوں۔اب کھانے کی حاجت نہیں(۱)

کھانے پینے میں صبر و قناعت اور برداشت کے اس معمول کے متعلق ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی یہ عینی گواہی بھی ملاحظہ کیجئے' فرماتی ہیں :

"کان اذادخل قال هل عندکم طعام؟ فاذا قیل لا قال انی صائم"(۲)

(جب آپ ﷺ گھر تشریف لاتے تو پوچھتے کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے ؟اس کے جواب میں اگر یہ عرض کیا جاتا کہ کوئی شے نہیں تو فرماتے : پھر میں روزہ دار ہوں(روزے کی نیت کرتا ہوں۔)

انہی ام المؤمنین سے مروی ایک روایت میں یہ معمول بھی لکھا ہے کہ :

"جب آپ ﷺ اپنے اہل خانہ میں تشریف فرماتے تو بسااوقات کھانے پینے کے متعلق کچھ پوچھتے ہی نہیں تھے۔اگر گھر والوں نے کوئی چیز کھانے پینے کو دے دی تو چپ کر کے کھاپی لی(ورنہ کوئی لمباچوڑا تقاضا نہیں ہوتا تھا)(۳)

یہ تو بھوک پیاس اور کھانے پینے کے معاملے میں آپ کی انتہائی قوت برداشت اور صبر و قناعت کی ایک ہلکی سی جھلک تھی۔بعض اوقات یوں بھی ہوتا کہ جب آپ کی ذات گرامی پر ملکوتی و نورانی صفات کا غلبہ ہوتا اور آپ ﷺ قرب الٰہی و فنافی اللہ کی انتہائی منازل پر فائز ہوتے تو ظاہری طور پر کھانے پینے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔چنانچہ صحیح بخاری اور دیگر کتب صحاح میں یہ روایت موجودہ ہے کہ ایک موقعہ پر نبی اکرم ﷺ نے وصال کے روزے(مسلسل روزے جن کے درمیان کھاناپینا نہیں ہوتا) رکھنے شروع کیے تو حضور ﷺ کی اقتداء میں اتباع نبوی ﷺ کے سچے اور عملی طور پر دلدادہ صحابہ کرامؓ نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ حضور اکرم ﷺ کو اپنے غلاموں کی اس اقتداء اور روش کا پتہ چلا تو ازراہ شفقت و رحمت اور ازراہ

۱۔ (الف) ابن سعد :الطبقات الکبریٰ :۱:۱۶۸'بیروت

(ب) مقریزی'امتاع الاسماع بماللرسول من الانباء :ج۱ص ۷۔۸ قاہرہ۔

۲۔ (الف) سنن ابی داؤد :ج۱ص ۳۳۳(کتاب الصیام)طبع کلاں کراچی

(ب) امام سیوطی :الشمائل الشریفہ ص ۱۴۰طبع جدہ'سعودی عرب ۱۴۱۲ھ ر ۱۹۹۱ء

۳۔ قاضی عیاض :الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ :ج۱:ص ۸۵ طبع مصر

تخفیف و سہولت ایسا کرنے سے منع فرمایا۔اس پر عاشقان رسول ﷺ نے جب یہ محبت بھرا اشکال پیش کیا کہ آخر آپ ﷺ بھی تو صوم وصال رکھ رہے ہیں ؟(پھر ہم اس سنت سے کیوں محروم رہیں) اس اشکال کے جواب میں اللہ کے رؤف رحیم نبی ﷺ نے فرمایا :

''میں تمہاری مانند نہیں ہوں۔ میرا حال تو یہ ہے کہ میں رات اپنے پروردگار کے پاس گزارتا ہوں۔وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے''(۱)

کھانے پینے کے بشری تقاضے :

تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کھانے پینے کی اور دیگر انسانی و معاشی ضروریات سے بالکل مبرا تھے۔ کھانے پینے اور دیگر حوائج ضروریہ کی تکمیل کیلئے آپ ﷺ کی سعی پر تو قرآن مجید کی نص موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی صراحت کے مطابق اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے جب یہ اعتراض کیا کہ :

''مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ (سورۃ الفرقان : ۷)

(اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔)

تو اللہ کریم نے تھوڑا سا آگے چل کر اس فضول اعتراض کا جواب اور حضور ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا :

''وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ'' (الفرقان : ۲۰)

(ہم نے آپ ﷺ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے)

علاوہ ازیں صحاح ستہ اور اکثر کتب حدیث میں موجود باب ''کتاب الاطعمۃ'' اور سیرت و شمائل الرسول کی کتابوں میں آپ ﷺ کے مرغوب کھانوں اور مشروبات کی فہرست اور جب بشری تقاضے غالب ہوتے تو کھانا طلب کرنا اور بھوک محسوس فرمانا اس بات کی دلیل ہیں کہ

۱۔ (الف) صحیح بخاری '(کتاب الصوم باب الوصال) ج ۱ ص ۲۶۳ طبع کلاں کراچی

(ب) صحیح بخاری (کتاب الاعتصام باب: مایکرہ من التعمق الخ) ج ۲ ص ۱۰۸۴

(ج) صحیح مسلم مع شرح نووی (کتاب الصیام باب النہی عن الوصال) ج ۱ ص ۳۵۱۔۳۵۲ طبع کراچی

(د) سنن ابی داؤد (کتاب الصیام باب فی الوصال) ج ۱ ص ۳۲۲ طبع کلاں کراچی

آپ ﷺ بھوک پیاس اور دیگر بشری تقاضوں سے مبرا نہ تھے۔(۱)

آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار بھی حد درجہ صابر و قانع ہونے کے باوجود آخر انسان تھے۔ دیگر انسانوں کی طرح انہیں بھی کھانے پینے کپڑے لئے علاج معالجہ روزمرہ کی دیگر ذاتی معاشی معاشرتی و سماجی ضروریات اور انسانی خواہشات کو ایک باعزت باوقار مناسب اور معقول انداز میں پورا کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔

تیسرے اہل و عیال کے ضروری اخراجات اور حوائج ضروریہ کی فراہمی میں آپ ﷺ نے اپنی امت کے عیال دار لوگوں کیلئے ایک نمونہ بھی چھوڑنا تھا' تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی گزر بسر کس طرح ہوتی تھی اور آپ ﷺ خانگی ضروریات کی فراہمی و تکمیل کس طرح فرماتے تھے؟ آسان لفظوں میں آپ ﷺ کا ذریعہ معاش یا ذریعہ آمدن کیا تھا؟ تو آئندہ سطور میں ہم یہی چیز معلوم کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ہمارے گرامی قدر سیرت نگاروں (نور اللہ قبورھم) نے اگرچہ بالعموم اس چیز کو مستقل عنوان کے تحت ذکر نہیں کیا تاہم حدیث کی کتابوں میں متفرق مقامات پر حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ معاش کا سراغ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اہل علم کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب جوانی میں قدم رکھا تو ذریعہ معاش کیلئے عام شرفاء مکہ اور اپنے آباؤ اجداد کے پیشہ تجارت کو اختیار فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے چچا جان کے ہمراہ شام کا تجارتی سفر اور پھر سیدہ خدیجہ کا تجارتی مال لے کر کئی ممالک کا سفر کیا(۲) اور اپنی دیانت و امانت اور خداداد ذہانت و فطانت سے دوسرے تاجروں سے

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

(الف) شمائل ترمذی' مع جامع ترمذی ص ۵۷۸۔۵۷۹ طبع کلاں کراچی

(ب) زاد المعاد لابن قیم الجوزیہ' ج ۱ ص ۱۴۷ تا ۱۵۰ بیروت ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

(ج) شبلی نعمانی' سیرۃ النبی: ۲: ۱۲۴۔۱۲۵ طبع الفیصل لاہور

۲۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

(الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۱۲۱ تا ۱۳۱ بیروت

(ب) ابن جریر طبری: تاریخ طبری: ۲: ۲۷۸ تا ۲۸۲ مصر ۱۹۶۱ء

(ج) علامہ حلبی: سیرت حلبیہ: ۱: ۲۱۵ تا ۲۲۲ مصر

(د) ابن ھشام: سیرۃ النبی: ۱: ۲۵۱ تا ۲۶۰ مصر

کہیں زیادہ نفع کمایا(۱) پھر ۲۵ سال کی عمر میں جب آپ ﷺ سیدہ خدیجہ کے رفیق تجارت سے آگے بڑھ کر ان کے "رفیق حیات" بھی بن گئے تو آنحترمہ نے زوجہ محترمہؓ کا شرف حاصل کرنے کے بعد اپنے خداداد مال، اپنے ایثار، اپنے خلوص و محبت اور اپنی کمال وفاشعاری کے باعث حضور ﷺ کو مالی تفکرات اور بال بچوں کے نان و نفقہ کی ذمہ داریوں سے مستغنی کر دیا تھا۔ سیدہ خدیجہ کے اس ذاتی خلوص و محبت وفاشعاری اور مالی ایثار و قربانی کا اعتراف جہاں خود حضور ﷺ کو تھا۔(۲) وہاں اللہ کریم نے بھی بطور احسان یاد دلایا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہوا:

"وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَأَغْنٰى "(سورۃ الضحیٰ : ۸)

اور اس نے آپ کو نادار پایا تو (سیدہ خدیجہ سے نکاح کے ذریعے) غنی کر دیا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کی مہمانی:

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سات ماہ تک معروف صحابی حضرت ابوایوب انصاریؓ کو مہمانی کا عظیم شرف ملا(۳) ظاہر ہے اس عرصے میں آپ ﷺ کو اپنے اور اپنے اہل عیال کے کھانے پینے اور دیگر گھریلو اخراجات کیلئے کسی کام اور محنت کی ضرورت نہ تھی۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کی سعادت اور خوش نصیبی تھی کہ دیگر جاں نثار اور وفاشعار انصار کی زبردست خواہش اور حد درجہ تمنا کے باوجود اللہ کریم نے انہیں نبی پاک ﷺ کی

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۱۳۰ بیروت

(ب) علامہ حلبی: سیرت حلبیہ: ۱: ۲۱۹ مصر

۲۔ (الف) احمد عبدالرحمٰن البناء: الفتح الربانی ترتیب مسند احمد: ۲۰: ۲۴۱ طبع قاہرہ۔

(ب) سہیلی: الروض الانف: ۱: ۲۷۷ طبع مصر

۳۔ (الف) سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۱۹۰ طبع بیروت۔ لبنان ۱۹۷۱ء

(ب) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۱۸۴ مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور

"مہمان نوازی" کیلئے منتخب فرمالیا تھا(۱) تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ حضور ﷺ کی خاطر تواضع اور مہمانداری کر کے دنیاو آخرت کی سعادتیں حاصل نہ کرتے۔ وہ اگرچہ کوئی امیر کبیر آدمی نہ تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ ایک رات پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا تو پانی کے نیچے حضور ﷺ کے کمرے میں ٹپکنے کے اندیشے کے باعث انہیں اپنے ہی لحاف کے ذریعے اس پانی کو جذب کرنا پڑا تھا۔ گھر میں اتنا کپڑا (تولیہ وغیرہ) نہ تھا کہ اس سے پانی کو جذب کر سکتے۔(۲) اس کے باوجود ام ایوبؓ روزانہ بڑی عقیدت اور چاہت سے کھانا تیار کرتیں اور پہلے بارگاہ نبوی ﷺ میں لے آتیں جو کھانا بچ رہتا' اسے میاں بیوی بطور تبرک بڑے شوق سے کھاتے اور برتن کی اسی جگہ سے کھاتے جہاں حضور ﷺ کے دست مبارک کے نشان لگے ہوتے تھے۔(۳)

حضرت ابو ایوبؓ تو مہمان نوازی کے طور پر "ما حضر" بارگاہ نبوی میں پیش کرتے ہی تھے اس دوران کئی دوسرے انصار بھی روزانہ حضور کیلئے کیلئے کھانا اور دیگر تحائف پیش کرنے میں ابو ایوبؓ سے پیچھے نہیں تھے۔ چنانچہ سمہودی نے حضرت زید بن ثابتؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ حضرت ابو ایوب کے گھر جلوہ افروز ہو گئے تو سب سے پہلا آدمی جو ہدیہ لے کر حضور ﷺ کی رہائش گاہ میں داخل ہوا وہ میں تھا۔ گندم کی روٹی سے تیار کی گئی ثرید کا پیالہ کچھ گھی اور دودھ آپ ﷺ کے سامنے رکھتے ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پیالہ (کھانا) میری والدہ

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

(الف) ابن کثیر: سیرۃ النبویہ: ۲: ۲۷۲ قاہرہ

(ب) علامہ حلبی: سیرت حلبیہ: ۲: ۲۴۸ مصر

(ج) سہیلی: الروض الانف: ۲: ۲۴۸ طبع مصر

(د) ابن اثیر الجزری: اسد الغابہ: ۲: ۸۰-۸۱ طہران

(ہ) سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۲۵۶ بیروت لبنان

(و) علامہ الصالحی الشامی: سبل الھدی والرشاد فی سیرت خیر العباد (سیرت شامی): ۳: ۳۹۰ قاہرہ

۲۔ (الف) سہیلی: الروض الانف: ۲: ۲۴۹ طبع مصر

(ب) سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۲۶۴ بیروت لبنان

(ج) ابن کثیر: سیرۃ النبویہ: ۲: ۲۷۷ قاہرہ

(د) ابن حجر' الاصابہ فی تمیز الصحابہ' ذکر ابو ایوب (خالد) انصاری

۳۔ ابن اثیر الجزری: اسد الغابہ: ۲: ۸۱ طہران

نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر مجھے "بارک اللہ فیہا" کے الفاظ سے برکت کی دعا دیتے ہوئے اپنے تمام ساتھیوں کو بلالیا اور سب نے مل کر کھالیا۔ میں (زید بن ثابت) ابھی دروازے سے نہیں ہٹا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ (رئیس الانصار) کا غلام سر پر ایک ڈھکا ہوا پیالہ رکھے ہوئے آگیا۔ میں نے ابوایوب کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس پیالہ کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو اس میں ثرید تھی جس کے اوپر گوشت کی ھڈیاں نظر رہی تھیں۔ غلام نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر وہ پیالہ پیش کر دیا۔ زید بن ثابتؓ مزید فرماتے ہیں کہ کوئی رات ایسی نہ گزری تھی جس رات ہم بنی مالک بن النجار میں سے تین چار آدمی باری باری حضور ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش نہ کرتے ہوں حتی کہ آپ ﷺ اپنے دولت کدہ میں منتقل ہو گئے۔ (۱)

انصار کے ہدیے:

جب آپ ﷺ حضرت ابوایوب کے گھر سے اپنے دولت کدہ منتقل ہو گئے تو شروع میں ہمیں آپ ﷺ کا کوئی ذریعہ معاش نظر نہیں آتا اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ انصار مدینہ خصوصاً پڑوسی انصاریوں نے اپنے خلوص و محبت و عقیدت و ارادت اور جذبہ ایثار کے باعث آپ ﷺ کو اہل بیت نبوی کے کھانے اور دیگر اخراجات کے سلسلے میں چنداں متفکر نہیں ہونے دیا۔ (۲) انصار کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کے مرد اور عورتیں مختلف ہدایا (کھانے پینے کی چیزیں) بھیج کر رسول مقبولؐ کا قرب حاصل کرتے اور نظر التفات چاہتے تھے۔ حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیم کے پاس ہدیہ دینے کیلئے کوئی چیز نہ تھی انہوں نے یہ حسرت اپنا بیٹا انس بارگاہ نبوی میں خدمت کیلئے پیش کر کے پوری کی (۳)

آپ کے ننھیالی عزیز اور صاحب حیثیت حضرت سعد بن عبادہؓ حضرت سعد بن معاذؓ اور اسعد بن زرارہ کی عقیدت کا تو یہ عالم تھا کہ روزانہ بلاناغہ ان کے کھانے کا پیالہ دولت کدہ نبوی میں پہنچتا تھا۔ (۴) انصار کی اس پر خلوص محبت کی تائید صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں موجود ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ:

۱۔ (الف) سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۲۶۴ بیروت لبنان

(ب) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۴۸۰۔۴۸۱ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

۲۔ ابن سعد: الطبقات الکبری (اردو ترجمہ بنام طبقات کبیر) ج ۱ ص ۳۵۳۔ حیدر آباد دکن ۱۹۴۴ء

۳۔ سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۱۹۳ بیروت لبنان

۴۔ سمہودی: وفاء الوفاء: ۱: ۱۹۰ بیروت لبنان

"قدکان لرسول اللہ ﷺ جیران من الانصار وکانت لھم منائح فکانوایرسلون الی رسول اللہ ﷺ من البانھافیسقیناہ"(۱)

(رسول مقبول ﷺ کے چند پڑوسی انصار میں سے تھے جن کے پاس اونٹنیاں تھیں وہ (ازراہ محبت) حضور ﷺ کے پاس دودھ بھیجا کرتے تھے تو وہ دودھ آپ ﷺ ہمیں پلادیتے تھے۔)

علاوہ ازیں مدینہ منورہ کے انصار کسان اور زراعت پیشہ تھے۔ ان میں سے صاحب ثروت حضرات نے اپنے اپنے باغوں میں ایک ایک درخت کو نشان زدہ کردیا تھا کہ اس کا پھل رسول اللہ ﷺ کیلئے ہوگا۔ چنانچہ ہر سال کھجور کی فصل کٹنے پر اس درخت سے جتنی کھجوریں حاصل ہوتیں وہ سب حضور ﷺ کے گھر پہنچادی جاتیں (۲) آپ ﷺ یہ کھجوریں قبول فرماتے رہے مگر جب ۳۔۴ھ میں بنو قریظہ اور بنو نضیر کے املاک اور زرعی زمینیں بطور "فئے" آپ ﷺ کے زیر تصرف آگئیں تو آپ ﷺ نے مخلصین انصار کے یہ باغات (درخت) ان کو واپس فرمادیے تھے (۳)

ذاتی بکریاں واونٹنیاں:

ہاتھ سے کما کر کھانے والی بلکہ دوسروں کو کھلانے والی نبی کریم ﷺ کی غیور، خوددار اور غنی النفس کی دولت سے مالا مال ذات کیلئے کیسے ممکن تھا کہ وہ ان صحابہؓ کے تحائف، ہدایا اور نذرانوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے۔ انصار کے یہ پر خلوص ہدیے اور نذرانے تو محض ان غلاموں و عقیدت مندوں کی تسکین خاطر عزت افزائی اور بلندی درجات کیلئے قبول کیے جاتے تھے۔ بنابریں بلاذری اور دیگر سیرت نگاروں کے مطابق آنجناب علیہ التحیۃ والتسلیم

۱۔ (الف) امام بخاری، صحیح بخاری: ۲: ۹۵۶ طبع کلاں کراچی
(ب) امام مسلم: صحیح مسلم مع شرح نووی: ۲: ۴۰۱ طبع کلاں کراچی
(ج) ابن حبان: صحیح ابن حبان: ۹: ۸۸، سانگلہ ہل، شیخوپورہ۔
(د) ابن ابی شیبہ: مصنف: ۳۴۹/۲۳ کراچی
(ہ) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ (عن ابی ہریرۃ) ج ۱ ص ۱۰۴ بیروت
(و) البیہقی: دلائل النبوۃ: ۱: ۳۴۱، مکتبہ اثریہ، لاہور

۲۔ (الف) ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور (خطبہ نظام مالیہ و تقویم ص ۲۷۵ جامعہ اسلامیہ بہاولپور۔
(ب) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۹ ص ۴۵ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۳۔ صحیح مسلم: ۲: ۹۶ طبع کلاں کراچی

نے اپنے بال بچوں کی غذائی ضروریات کیلئے دودھ دینے والی کچھ بکریاں اور اونٹنیاں ذاتی طور پر خریدلی تھیں اور کچھ لوگوں نے بطور ہدیہ پیش کی تھیں۔(۱)

ان بکریوں اور اونٹنیوں کیلئے شہر مدینہ کے مضافات میں ایک چراگاہ معین کی گئی جہاں ایک صحابی رضاکارانہ طور پر ان جانوروں کی نگہداشت کرتے (انہیں چرانے کا فریضہ انجام دیتے اور روزانہ دودھ اس مقام سے مدینہ منورہ لاکر رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچایا کرتے تھے۔اہل خاندان اس دودھ کو استعمال کرتے تھے۔(۲)

مال غنیمت میں حصہ:

رمضان المبارک ۲ھ میں غزوہ بدر پیش آیا اور اس کے بعد بوجوہ غزوات کا ایک مستقل سلسلہ چل نکلا۔دشمنان اسلام کے ساتھ بزور قوت ان جنگوں اور باقاعدہ لشکرکشی کے نتیجے میں دشمنوں کی املاک اور سازوسامان "غنیمت" کے طور پر ہاتھ لگتا۔اللہ کریم نے سابق انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے برعکس اس مال غنیمت کو حضور ﷺ کیلئے بطور خاص حلال قرار دیتے ہوئے(۳) آپ ﷺ کیلئے اور آپ ﷺ کے غلاموں کیلئے ایک آمدن کا ذریعہ بنادیا۔قرآنی ہدایات کے مطابق جو کچھ مال غنیمت حاصل ہوتا اس کا ۱/۵ حصہ (خمس) نائب الٰہی سربراہ مملکت اور رسول خدا ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ کی (سرکاری) تحویل میں آتا اور باقی ۴/۵ حصہ (منقولہ) مجاہدین اور غازیوں میں تقسیم کردیا جاتا۔کل مالِ غنیمت کا ۱/۵ حصہ میں اللہ کریم نے پانچواں حصہ یعنی کل کا ۱/۲۵ نبی کریم ﷺ کیلئے مختص فرمادیا۔چنانچہ ارشاد ہوا:

۱۔ البلاذری: انساب الاشراف: ۱: ۵۱۲ تا ۵۱۴ بیروت

۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور (خطبہ نظام مالیہ و تقویم) ص ۲۷۶ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

۳۔ ارشاد نبوی ہے "احلت لی الغنائم "میرے لئے غنیمتیں حلال کردی گئیں (مشکوٰۃ ص ۵۱۲ طبع کلاں کراچی۔)ایک دوسری حدیث میں فرمایا:" فلم تحل الغنائم لاحدمن قبلنا ذلک بان اللہ رای ضعفناوعجزنافطیبھالنا" ہم سے قبل کسی کیلئے یہ غنیمتیں حلال نہ تھیں۔بایں وجہ کہ اللہ نے ہماری کمزوری اور عجز کو دیکھا تو غنیمت کو ہمارے لئے حلال کردیا (مسلم: ۲: ۸۵ کراچی)

"وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْئٍ فَاِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنِ السَّبِیْل" (سورۃ الانفال :۴۱)

(اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطورِ غنیمت حاصل ہو سو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کیلئے اور (رسول کے) قرابتداروں کیلئے اور یتیموں کیلئے اور مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے ہے۔)

تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ نہ صرف شریک ہوتے بلکہ امیر لشکر بھی ہوتے تھے۔ اس لئے مالِ غنیمت کا ۵/۴ حصہ جو مجاہدوں اور غازیوں میں پیدل اور سوار میں تھوڑے سے فرق(۱) (پیدل کیلئے ایک اور سوار کیلئے دو حصے) کے ساتھ تقسیم کیا جاتا تھا۔ اسمیں دیگر مجاہدین کے ساتھ حضور ﷺ کو بھی برابر کا حصہ ملتا۔ یوں مال غنیمت سے ملنے والا حصہ نبی کریم ﷺ کی آمدن کا ایک معقول ذریعہ بن گیا۔ کیونکہ بعض غزوات میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا مثلاً صرف ھوازن سے جو مال غنیمت حاصل ہوا اس میں واقدی اور ماوردی کی صراحت کے مطابق چھ ہزار غلام و باندیاں' چوبیس ہزار اونٹ' چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی(۲)

حضرت مخیّریق کا وقف:

۳ھ میں جب غزوہ احد پیش آیا تو اس میں اگرچہ مسلمانوں کو کوئی مال غنیمت نہیں ملا تھا تاہم اللہ کریم نے اپنے وعدہ "ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجاًویرزقہ من حیث لایحتسب" (سورۃ طلاق :۲۔۳) (جو آدمی اللہ سے ڈرتا یعنی تقوی اختیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے ہر مصیبت سے نکلنے کا رستہ پیدا فرمادیتا اور اسے اس جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا) کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے اس موقعہ پر اپنے محبوب ﷺ کو ایک ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچایا۔ جس کا بظاہر دور دور تک امکان اور کوئی گمان نہ تھا۔ چنانچہ مؤرخین کا بیان ہے کہ مخیّریق نامی یہودی بنو نضیر میں ایک معتبر عالم تھا۔ غزوہ احد کے دن آپ ﷺ پر ایمان لایا۔ اس کے پاس سات زمینیں یا سات باغات تھے۔ غزوہ احد میں حضورؐ کے ساتھ شریک ہوا اور

۱۔ (الف) علامہ کاسانی :بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۲۵' لاہور

(ب) مرغینانی : ہدایہ (اردو ترجمہ عین الہدایہ) ج ۲ ص ۵۴۹۔۵۴۸ قانونی کتب خانہ لاہور

(ج) یحیٰ ابن آدم :کتاب الخراج' ص ۴۱' دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۲۔ (الف) واقدی :کتاب المغازی : ۳ : ۹۴۳۔ آکسفورڈ یونیورسٹی' ۱۹۶۶ء

(ب) ماوردی' ابو الحسن علی بن محمد :اعلام النبوۃ ص ۲۱۱ طبع ازہر ۱۹۸۱ء

وصیت کی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے ساتوں باغات (مع زمین) رسول اللہ ﷺ کے ہوں گے۔ چنانچہ وہ شہید ہو گیا تو اس کے سارے باغات حسب وصیت حضور ﷺ کی ملکیت میں آگئے۔(۱)

ظاہر ہے ان باغات کی آمدنی اب حضور ﷺ کی ذاتی آمدنی بن گئی تھی۔اس کے بعد قرین قیاس یہی ہے کہ آپ ﷺ کیلئے کوئی مالی دشواری نہیں رہی ہو گی۔ان باغات کے متعلق ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی طبعی فیاضی جودوسخا اور رحمۃ اللعالمینی کے باعث یہ باغات غرباء و مساکین کیلئے وقف کر دیتے تھے(۲)

اموال واملاک فئے:

مال غنیمت میں حصہ اور مخیریق یہودی کے مذکورہ سات باغات کے علاوہ ایک اور بہت بڑا ذریعہ آمدن یا ذریعہ معاش جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کیلئے پیدا فرمایا وہ "مال فئی" تھا۔یہ وہ املاک واموال تھے جن کے لئے مجاہدین اسلام کو کوئی جنگ اور لشکر کشی نہیں کرنی پڑی تھی بلکہ اہل حرب (یہود وغیرہ) کے ساتھ معاہدہ صلح کے بدلے میں حاصل ہوئے تھے۔یہ مال فے نبی کریم ﷺ کیلئے مختص تھا۔آپ ﷺ جیسے چاہتے اس میں تصرف فرماتے۔اپنے لئے خاص کر لیتے یا جن میں چاہتے تقسیم فرمادیتے۔مال غنیمت کے برعکس کل مال فے کو اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول ﷺ کیلئے مخصوص کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: "اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان (بنو نضیر وغیرہ) سے بطور فئے دلوایا، تو تم نے اس کیلئے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے غلبہ دے دیتا ہے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔جو کچھ اللہ اپنے رسول کو (دوسری) بستیوں والوں سے بطور فئے دلوادے تو وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا اور (رسول کے) قرابتداروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا" سورہ الحشر: ۶۔۷)

۱۔ (الف) الماوردی: احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۲ قانونی کتب خانہ لاہور
(ب) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ): ۲: ۵۹ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور
(ج) ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور: ص ۲۷۷، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۴۰۱ھ
(د) ابن حجر: الاصابہ فی تمیز الصحابہ (تذکرہ مخیریق)

۲۔ ابن حجر: فتح الباری شرح صحیح بخاری ۶: ۱۴۰ بحوالہ شبلی نعمانی: سیرۃ النبی: ۲: ۱۱۴ الفیصل لاہور۔

اس سلسلے میں سب سے پہلا "مال فئے" جو ۳ھ یا ۴ھ میں ہاتھ آیا وہ مدینہ منورہ کے نواح میں رہنے والے یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنو نضیر کے اموال تھے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک معاہدے کے مطابق یہ لوگ اپنے ہتھیاروں کے علاوہ جتنا منقولہ سامان لے جاسکتے تھے، اٹھا کر جلاوطن ہو گئے (۱) جس کے نتیجے میں ان کے کھجوروں کے نخلستان حضور ﷺ کے زیر تصرف آگئے۔

چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ: بنو نضیر کے اموال ان اموال میں داخل تھے جو اللہ کریم نے اپنے رسول مقبول ﷺ کو بطور فئے عنایت فرمائے تھے۔ ان پر مسلمانوں نے کوئی باقاعدہ فوج کشی نہیں کی تھی (بلکہ یہ ایک معاہدے کے نتیجے میں ملے تھے) لہذا یہ اموال رسول اللہ ﷺ کی خصوصی ملکیت تھے۔ آپ ﷺ ان اموال (نخلستان) کی آمدن سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے سال بھر کا نفقہ لے لیتے اور باقی ماندہ آمدنی جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی فراہمی میں خرچ فرماتے تھے۔ (۲)

۱۔ (الف) ابو عبید: کتاب الاموال (اردو ترجمہ): ۱: ۱۱۹۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔
(ب) اردو عربی تفاسیر۔ تحت سورۃ الحشر ابتدائی آیات
(ج) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۲ ص ۱۱۲ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور

۲۔ (الف) صحیح بخاری: ۱: ۴۰۷ (کتاب الجہاد باب المجن) کراچی نیز ج ۲ ص ۷۲۵ (کتاب التفسیر)
(ب) صحیح مسلم مع نووی: ۲: ۸۹ (کتاب الجہاد باب حکم الفئی) کراچی
(ج) ابو عبید: کتاب الاموال (اردو ترجمہ): ۱: ۱۱۹۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد
(د) علامہ کاسانی: بدائع الصنائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۰۱، دیال سنگھ لائبریری لاہور
(ہ) سنن ابی داؤد، ج ۲ ص ۴۱۲۔ ۴۱۳ (کتاب الخراج باب صفایا النبی من الاموال) کراچی
(و) علامہ آلوسی: روح المعانی، ج: ۲۸ تحت سورۃ الحشر
(ز) قاضی ثناء اللہ پانی پتی: تفسیر مظہری (اردو ترجمہ) ج ۱۱ ص ۳۹۵۔ دارالاشاعت کراچی ۱۴۱۱ھ
(ح) ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم (اردو ترجمہ) پارہ: ۲۸ ص ۲۳ نور محمد کراچی
(ط) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۲ ص ۱۱۷ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور

بنو نضیر سے حاصل ہونے والے مال فئے کے بعد ایک معاہدہ صلح کے نتیجے میں جو اموال بطور فئے حضور ﷺ کے ہاتھ آتے ہیں وہ خیبر کے قلعے اور فدک کی بستیوں کی آدھی زمین ہے (۱) مالِ فئے کے طور پر حاصل ہونے والی یہ املاک زمینیں اور باغات نبی کریم ﷺ کیلئے مخصوص تھے۔ آپ ﷺ ان میں جس طرح چاہتے تصرف فرماتے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عمر فاروقؓ کا یہ قول ہے کہ :

"كانت لرسول الله ﷺ ثلث صفايابنوالنضيروخيبروفدك فامابنوالنضير فكانت جبسالنوئبه واما فدك فكانت جبسالانبياء السبيل واما خيبر فجزء هارسول الله ﷺ ثلاثه اجزاء جزئين بين المسلمين وجزء ألنفقة اهله فما فضل عن نفقة اهله جعله بين فقراء المهاجرين (۲)

بنو نضیر، خیبر اور فدک کے تینوں اموال (باغات وغیرہ) رسول اللہ ﷺ کیلئے مخصوص (چن لئے گئے) تھے۔ چنانچہ بنو نضیر کے اموال سے آمدنی آپ ﷺ کے ذاتی حوائج و حوادث (ناگہانی ضروریات) کیلئے اور فدک سے آمدنی مسافروں کیلئے مختص تھی جبکہ خیبر سے آمدنی کو آپ ﷺ نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا (۳) دو حصے مسلمانوں میں تقسیم فرمادئے اور ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے نان نفقہ کیلئے رکھ لیا۔ پھر اپنے اہل خانہ کے نفقہ سے جو بچ رہتا اسے بھی فقراء مہاجرین میں تقسیم کر دیتے۔

ابن سعد نے متعدد ازواج مطہرات کے تذکرے میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہیں خیبر کی آمدنی سے سالانہ اسی (۸۰) اسی (۸۰) وسق (۴۰۵ من) کھجور اور بیس (۲۰) بیس (۲۰) وسق (۱۰۱ من ۱۰ اسیر) جو سالانہ عنایت فرماتے تھے (۴)

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :

(الف) ابو عبید : کتاب الاموال (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۱۲۱، اسلام آباد

(ب) کاسانی : بدائع الصنائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۰۱ دیال سنگھ لائبریری لاہور

(ج) ماوردی : احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۲ تا ۲۷۵ قانونی کتب خانہ لاہور (نوٹ : ماوردی نے خاصی تفصیل دی ہے)

(د) یحیٰ ابن آدم : کتاب الخراج ص ۴۳، طبع دار المعرفہ بیروت لبنان

۲۔ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۱۳ (باب صفايا النبى من الاموال) کراچی

۳۔ کیونکہ خیبر کے بعض قلعے بزور شمشیر فتح ہوئے اور بعض معاہدہ صلح کے نتیجے میں (حاشیہ ابو داؤد : ۲ : ۴۱۳ کراچی۔ نیز ماوردی : الاحکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۳، لاہور۔

۴۔ ابن سعد : الطبقات الکبریٰ : ج ۸ ص ۸۰، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۱۹، ۱۲۷، ۱۴۰، طبع بیروت

درج بالا یہی وہ اموال فئے تھے جن کو حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہراء نے غلط فہمی میں سیدنا صدیق اکبرؓ سے بطور میراث لینے کا مطالبہ کیا تھا مگر خلیفہ اول کی زبانی جب حضور ﷺ کے ترکہ میں فرمان نبوی کے مطابق میراث جاری نہ ہو سکنے کی حقیقت معلوم ہوئی تو آنحترمہؓ خاموش ہو گئیں۔ بخاری میں ہے جب سیدہ فاطمہؓ نے ان اموال میں میراث کا مطالبہ کیا تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

"بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم انبیاء کی مالی وراثت نہیں چلتی ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ (وقف) ہوتا ہے۔ البتہ آل محمد ﷺ اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھاتے رہیں گے۔ ان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کھانے پینے کی ضروریات سے زیادہ کا مطالبہ کریں۔ قسم خدا کی کریم ﷺ کے صدقات کا استعمال جس طرح آجپ ﷺ کے عہد میں ہوتا تھا میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا۔ میں ان کے بارے میں ہر قیمت پر وہی کروں گا جو رسول مقبول ﷺ کیا کرتے تھے۔ (اس موقعہ پر صدیق اکبرؓ نے یہ بھی فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' رسول اللہ ﷺ کے قرابتداروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے اقرباء کی صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے" (مطلب یہ ہے کہ آپ کے مالی حقوق تو ادا کیے جاتے رہیں گے مگر ان اموال میں میراث جاری نہ ہو گی۔ (۱)

۱۔ (الف) صحیح بخاری: ۱: ۵۲۶ (کتاب المناقب باب مناقب قرابۃ رسول اللہ) طبع کلاں کراچی

(ب) صحیح بخاری: ۲: ۵۷۶ (کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر)

نوٹ: ان اموال فئے کے فقہی اور تفصیلی احکام لئے ملاحظہ ہو:

(الف) صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۰۔ ۱۰۸۶ کراچی۔

(ب) صحیح مسلم مع نووی: ۲: ۸۹ کراچی۔

(ج) بدائع الصنائع للکاسانی (اردو ترجمہ): ۷: ۳۰۱ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور

(د) کتاب الخراج لامام ابی یوسف ص ۱۲۳ ۔ ۱۷ بیروت

(ھ) کتاب الخراج لابن آدم ص ۴۱ تا ۴۸ ۔ ۱۷ تا ۲۱ بیروت

(و) ماوردی: احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۲ تا ۲۷۵ قانونی کتب خانہ لاہور

بادشاہوں اور وفود کے ہدیے:

نبی کریم ﷺ کی معاش، گزر بسر اور آمدن کا ایک ذریعہ صحابہ کے ہدایا کے علاوہ مختلف ممالک کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے تحائف اور ہدیے بھی تھے۔ جن کو آپ ﷺ ان کی عزت افزائی اور تالیف قلبی کیلئے قبول فرمالیتے تھے۔ (۱) مثلاً مقوقس ملک القبط نے ایک دفعہ دو لونڈیاں ایک جوڑا کپڑے اور ایک سفید خوبصورت خچر بھیجا جس کا نام دلدل تھا۔ فروہ بن عمر جذامی (عامل قیصر) نے ایک عمدہ خچر، گھوڑے، کپڑے، اور سندس کی قبا بھیجی۔ اسی طرح اکیدر دومۃ الجندل نے قیمتی ہدیے بھیجے۔ بادشاہوں کے علاوہ مختلف وفود جو ہدایا لاتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔ (۲)

درج بالا ظاہری و حسی ذرائع و وسائل معاش اور خاطر خواہ ذرائع آمدن موجود ہونے، باطنی طور پر زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہاتھ میں ہونے (۳) اور دس لاکھ مربع میل کا حکمران ہونے (۴) کے باوجود اگر شہنشاہ دوسرا تاجدار مدینہ اور نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے گھروں میں بقول ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ دو دو مہینے آگ نہیں جلا کرتی تھی (۵) تو ظاہر ہے اس کا باعث معاشی و مالی مجبوری نہ تھی بلکہ اس کی وجہ ایک تو امت کے صاحب ثروت و دولت لوگوں کیلئے صبر و قناعت اور زہد و فقر کا عملی نمونہ پیش کرنا تھا دوسرا اس اختیاری زہد و فقر سے غرباء و مساکین امت کیلئے ڈھارس و حوصلہ کا سامان مہیا کرنا تھا۔ تیسرے اپنی طبعی رحمت و شفقت اور جبلی فیاضی و کریمی کے باعث اپنا سب کچھ خلق خدا پر خرچ کر دینا تھا۔ جس کی ایمان افروز جرمانی فاضل بریلویؒ نے یوں کی ہے:۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیے ہیں در بے بہادیے ہیں

۱۔ جامع ترمذی، ص ۲۴۷ (ابواب الجہاد باب ماجاء فی قبول ہدایا المشرکین) کراچی

۲۔ شہاب الدین خفاجی: نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض: ۱: ۴۷۱ تا ۴۷۴ مصر ۱۳۲۵ھ

۳۔ قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض۔ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں (صحیح بخاری: ۲: ۹۵۱ کراچی)

۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ: عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص ۲۴۴ کراچی ۱۹۸۱ء

۵۔ الف) صحیح بخاری: ۲: ۹۵۶ کراچی (ب) صحیح مسلم مع نووی: ۲: ۴۰۱ کراچی

(ج) ابن ابی شیبہ: مصنف: ۱۳: ۲۴۹ کراچی

(د) صحیح ابن حبان: ۹: ۸۸ سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ۔